بلوچستان میں فارسی حمدیہ شاعری

محمد عیسیٰ رند اسسٹنٹ پروفیسر ڈگری کالج مستونگ،
نگران ۔پروفیسرڈاکٹربلال احمد ساسولی

عربی کے بعد فارسی ہی اسلامی علم وادب کی سب سے بڑی زبان ہے ۔جس کی ترویج صدیوں سے برصغیر پاک وہند میں رہی ہے۔ بلوچستان کی سرزمین میں فارسی زبان وادب کا اثر عمیق اورناقابلِ فراموش ہے۔ ریاست قلات میں ۱۹۳۰ء تک فارسی زبان دربار میں رائج تھا۔ جوسرکاری اوردرباری زبان تھا۔اس زبان کو بول چال اور دفتری امور کے سلسلے بروئے کارلایا جاتاتھا۔ مساجد اورمدرسوں میں اسی اسی زبان میں تعلیم دی جاتی تھیں۔بلکہ ابھی تک فارسی کتب پڑھاتے ہیں۔بلوچستان میں صدیوں سے فارسی علم وادب ،فارسی زبان اورفارسی شاعری کارواج رہا ہے۔ اس خطے نے بھی دیگر زبانوں کی طرح متعدد فارسی گو شعراء پیداکئے ہیں۔ جن میں رابعہ خضداری ؒ ،شے محمددرفشانؒ ، پیر محمد کاکڑ ؒ ، قاضی نور محمد گنجابوی ؒ ،ناطق مکرانیؒ ،ملا محمد حسن براہوئیؒ ،شیخ محمد فاضل باروزئیؒ ،فیض محمد کلاتی،ؒ تائبؒ ،علیم اللہ علیم ؒ ،مرزا احمد علی ؒ ، میر مولا دادؒ ، غوث بخش خاکی ؒ ،ملانبوجان قلندرانی،ؒ رسول بخش رہیؒ ،منشی درمحمد شیداؒ ،میریوسف عزیز مگسیؒ ،ابوبکر مستونگی،ؒ عبدالعلی آخوندزادہؒ ، عابد شاہ عابدؒ ،سید غلام حیدر شاہ حنفی،ؒ محمد یعقوب ؒ ،نواب گل محمد خان زیب مگسی ، ؒ ملا اسماعیل ؒ ،سید عظمت شاہ شاہدؒ ،محمد صدیق پنجگوری ؒ ،ڈاکڑمحمد عبداللہ حکیم ،ؒ محمدصالح الشاکرؒ ،ملا ولی محمد پنجگوری ؒ ، پروفیسر آغا صادقؒ ،سید ماہرافغانی ؒ ،یعقوب علی انیسؒ ،پروفیسر شیخ خوش محمد مستونگیؒ ،علامہ عبدالخالق ابابکی صدیقی ؒ ،سلطان غلام دستگیر القادری ناشاد،ؒ صدف چنگیزیؒ ،ذکیہ بہروزذکی ؒ ،سید جواد موسویؒ ،پروفیسر ڈاکٹر علی کمیل قزلباشؒ ،پروفیسرعلی بابا تاج ؒ اور بہت سے دیگر شعراء ہیں۔ جہنوں نے فارسی شاعری کے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی ہیں۔اور چند صاحبِ دیوان بھی ہیں۔ ان میں سے اکثر شعراء نے فارسی میں حمدیہ اور نعتیہ شاعری کی ہیں۔مندرجہ بالاشعراء میں سے خصوصاًً حمد گو شعرا ء کا کلام اورحالات زندگی مختصر طور پرپیش خدمت ہیں۔رابعہ سے لیکراب تک فارسی زبان وشاعری کی موجودگی اس بات پر دلالت کرتی ہے ۔ کہ یہ خطہ اس تہذیب وتمدن سے لا تعلق نہیں رہا ۔جو ایران اور ہندوستان میں پھیلی ہوئی تھی۔اور اس خطہ کے سیاسی ،ثقافتی اورتمدنی تعلقات دونوں تہذیبوں کے ساتھ مربوط اور استواررہے ہیں۔فارسی کے مندرجہ بالا شعراء میں سے صرف رابعہ خضداری کی مادری زبان فارسی تھی۔ان میں دیگر شعرا بلوچ، براہوئی ، دہوار، پشتون اوردیگر نسلوں سے تعلق رکھتے ہیں ۔رابعہ تو چوتھی صدی ہجری کی شاعرہ ہے۔ جو فارسی زبان کا ابوالآبارودکی ؒ کی ہمعصر تھی۔ رابعہ کے علاوہ دیگر شعراء جن کا تذکرہ کیا گیا ہے ۔جن کا عہدستروہیں صدی عیسوی سے لیکرموجود ہ دورتک ہے۔حمد اللہ تبارک تعالیٰ کی ثناء وصفت اورنعت نبی کریمؐ شان وعظمت کی تعریف کو کہتے ہیں ۔حمد ونعت کا سلسلہ ابتدائے اسلام سے بلکہ نبی کریم ؐکی دنیا میں تشریف آوری سے شروع ہوئی ہے۔ اور آج تک جاری وساری ہے بلکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری وساری

رہے گا ۔ بنامِ جہاندار جان آفرین حکیمے سخن در زبان آفرین
خداوند بخشندۂ دستگیر کریمِ خطا بخش پوزش پذیر (سعدی شیرازیؒ)

۱

ۜ ۱۔حضرت سلطان حمیدالدین حاکمؒ

حضرت سلطان حمید الدین حاکمؒ قریش ہنکاری (آپ کا اسم گرامی شیخ حمیدالدین کنیت ابوحاکمؒ اورلقب سلطان التارکین تھا)آپ اشعار میں حاکمؒ تخلص کرتے تھے ۔آپ کا سلسلہ نسب چند واسطوں سے حضرت ابوسفیان بن حارثؓ سے جاملتا ہے ۔ آپ کی ولادت ۱۲ربیع الاول ۵۷۰ھ ۱۱۷۴ء میں کیچ مکران (بلوچستان)میں ہوئی ۔

’’گلزار حاکمی‘‘ کا باب اول حمدو مناجات ،باب دوم در نعت محمد ؐ،باب سوم درمدح سلطان العارفین قطب العالم شیخ رکن الدینؒ ،باب چہارم در بیان ترجیح بندعشق حقیقی وفروداشت آں بنام شیخ المشائخ شیخ رکن الدین ؒ۔اسی باب میں نعت محمدؐ بگفتار گوہر نثارشیخ حاکمؒ (ص۹۱تا ۹۳)باب پنجم در غزلیات ووعظ ونصیحت اور آخر میں مناجات منثور(ص۱۳۲تا۱۳۷)پر مشتمل ہے۔

حمدیہ اشعار کی تعداد ۵۱۲ ہے ۔سب نعتیہ اشعار (مختلف مقامات کے)کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے۔

باب اول کا آغاز یوں ہے۔ ایں نامہ راز دل کہ کنوں ساز می کنم
بر نام ذوالجلال سر آغاز می کنم
ٖاختتام: رائگاں بخش اے کریم از آنکہ
مفلسم ہم امیدوار عطا

باب دوم کی ابتدا : بعد تمہید خداوندِ سزاوا ر ثنا
آں خداوندے کہ اورا ہست نیکو نامہا
من بعون اللہ گویم از سر صدق وصفا
نعت ِ پاک سیدِ عالم محمد ؐمصطفےٰ
نور پاکِ او خدا پیش از ہمہ خلق آفرید
آں زماں نے عرش کرسی بود نے ارض وسما
انتہا : ہر یکے از صحابہ ؓسرورِ دین
نعمت ِ حق نثار شاں بادا (۱)

۲

۲۔ شے محمددرفشاںؒ

آپ کے والدکانام شے جلال تھا ۔ اور والدہ قصر قندکے حاکم اور فارسی کے شاعر عبداللہ جنگی کی بیٹی تھیں۔میر عبداللہ جنگی گیارہویں صدی ہجری میں ایرانی بلوچستان کے علم پرورشہرقصر قندکاحاکم تھا۔شے ذکریوں کا علم پرور اور علم دوست خاندان ہے۔ اس خانوادہ میں بہت سے علماء، فضلاء،دانشوراور شاعر گذرے ہیں ۔ذگری قصرقندسے ہجرت کرکے تربت (مکران)میں سکونت پذیرہوئے ۔ان کے جد امجد ذکریوں کے ملک اشعراء شے محمددرفشاںؒ تھے۔آپ کا تخلص محمد تھا لیکن قوم نے آپ کو درفشان کا لقب دیا۔ آپ کا دیوان (دروجود)ابھی تک طباعت کے زیور سے مزین نہیں ہوا فقط ایک نعت چھپی ہے ۔ایک قلمی نسخہ عبدالغفار ندیم کے ہاتھ لگاتھا ۔جسے شے گل محمد نے لکھا ہے۔

آپ کاکچھ کلام جو زیادہ تر حمد ،نعت اور مناجات پر مبنی ہے ۔محمد نوری نے ا

علحٰیدہ یکجا کیا ہے ۔اس میں طویل نظمیں ہیں ۔جیسے مناجات درگاہ قاضی الحاجات (۱۹۶اشعار)اور توحیدباری تعالیٰ(۱۰۴اشعار)شے گل محمد کے نسخہ میں آپ کے کلام کے دو حصے ہیں ۔پہلے حصے میں سات نظمیں اور ۸۱صفحے ہیں۔ دوسرا حصہ غزلوں پر مشتمل ہے ۔ درفشاں کاکلام جہاں ان کے علم وفضل کوظاہر کرتا ہے۔ وہاں فارسی زبان پر عبور کا ثبوت بھی بہم پہنچاتا ہے ۔
(۲)توحید باری تعالیٰ اس طرح بیان کرتا ہے۔

ابتدا: بنامِ کہ خدائیکہ در ہست وبود
بر آور د از بحر افضال جود
بر آرندۂ آسمان و زمین
نگارندۂ آدم از ما وطین
فرازند ہ بر خاک بروی آب
فروزندہ ٔ عالم از آفتاب
بر آرندۂ حاجتِ نا امید
طرازندۂ نقش سیاہ و سفید
گہی قطرہ را میکند او گہر
گہی نطفہ را کند ا و بشر
نگنجد ثنا اش بو ہم خیال
در او صاف او طوطئی نطق لال
کسی گر بگوید تر یافتم خدایا از و بروئی بر تافتم(۳)

۳

۳۔ قاضی نور محمدگنجابویؒ

قاضی نور محمدگنجابویؒ ایک جید عالم ، بے باک مورخ، قادرالکلام شاعر اور مجاہد کی حیثیت سے شہرت پائی ۔وہ علاقہ کچھی میں ایک مقام پر کماندار کی صورت میں بیرونی حملہ آوروں کا مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے ۔وہ میر نصیر خان نوری (المتوفی ۱۲۰۸ھ بمطابق ۱۷۹۴ء) اور احمدشاہ ابدالی کے ہمراہ جہاد میں شریک رہے ۔’’تحفتہ النصیر ‘‘ایک مستند تاریخی دستاویز ہونے کے ساتھ اہلِ بلوچستان کی احیااسلام کے لئے خدمات کی آئینہ دار بھی ہے ۔ابتدا اس طرح ہے :

بنامِ خدائی جہان آفرین
زمین و زمان انس و جان آفرین
خدائی عظیم و علیم و خبیر
ہو اللہ تحکے کل شیئی قدیر
انتہا: ندارم امید بجز تو ز کس
امید بر آورد بدادم برس (۴)

۴۔ ملا محمدحسن براہوئیؒ

ملا محمد حسنؒ قلات ڈویژن کے معروف قبیلہ بنگلزئی کی ایک شاخ بدوزئی سے تعلق رکھتے تھے ۔ان کے جد امجد علی خان میر نصیر خان نوری اول کے عہد میں اس کے ملازم تھے جنہوں نے خان کے زمانہ اسیری میں بھی خلوص اور وفا کیشی کا ثبوت دیا۔ خان کی رہائی کے بعد یہ انعام واکرام کے علاوہ ۱ (آغا)کے خطاب سے بھی نوازے گئے۔ آغاعلی کا بیٹا عبدالرحمن مدت تک کچھی کا نائب رہا ۔وہ علم کے زیور سے آراستہ تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ جو زیرک اور مدبر تھے۔ ان میں ملا محمد حسن نمایاں اور ممتاز شخصیت کے مالک تھے ۔
ملا محمد حسنؒ کو والیان ریاست کا قرب حاصل ہوا۔ وہ خان میر محراب خان

(المتوفی ۱۲۵۵ھ ۔۱۸۳۹ء)کے وزیرتعینات ہوئے ۔اور سیاست و تدبرکی بے پناہ صلاحیتوں کا ثبوت دیا ۔انہوں نے ساراوان اور جھالاوان کے سرداروں سے اپنی بیٹیوں کی شادیاں کیں۔اور اس طرح ریاست میں خاصا اقتدار حاصل کرلیا۔ نصیر خان دوئم (۱۲۵۶ھ۔۱۸۴۰ء۔۱۲۷۴ھ۔۱۸۵۷ء) ان کی بڑھتی ہوئی قوت اور سیاست سے خائف ہوگیا۔چنانچہ اس نے ملا محمد حسنؒ کو قید میں ڈال دیا۔اس قید میں انہوں نے اپنی جان ۵ رمضان المبارک ۱۲۷۳ھ۔۱۸۵۵ء کوجان آفرین کے سپرد کی ۔ملا محمد حسن جہاں اپنی اعلیٰ انظامی قابلیتوں کا لوہا منوایاوہاں علم وادب او رشعر وسخن کی بزم آرائیوں کاسکہ بھی اپنے ہمعصروں کے دلوں پر بٹھایا۔(۵)

۴

حمد باری تعالیٰ

حسن گلرا بچمن زیب ز زیبائی تست
سرو استادہ بپا از قد رعنائی تست
ماہ رویان کہ بصد عشوہ نگر میگردند
اینہم از صنعت غوغای تماشائی تست
وصل تو کی بہ نصیبت خس وخار ے گردد
جای در مغز کسی کہ سودائی تست
کی حسنؒ گفتن توحید تو لائق باشد
این توانائی شعرش بتوانائی تست (۶)

۵۔ ملا شیخ فاضلؒ باروزئی

ملا شیخ فاضلؒ باروزئی خاندان کے امیروں اورحاکموں کے قاضی تھے ۔آپ نے (جنگ نامہ منظوم باروزئی) رقم فرمایا ہے ۔ ان دنوں باروزئی امیروں مسری خان اور بختیار خان کا زمانہ (انیسویں صدی کا قریباً نصف اول)تھا۔اس جنگ نامہ کا خطی نسخہ سردار محمد خان باروزئی قریہ کرک نزد سیوی (سبی)کے پاس موجود ہے۔خاندان باروزئی اپنے مورثِ اعلیٰ باروکے نام سے منسوب ہے ۔بارو حسین کا نواسہ تھا۔جو قبیلہ معروف پنی کے ناموروں میں سے تھااور جس کا سلسلہ غورغشت تک پہنچتا ہے ۔جنگ نامہ میں اللہ تعالی کی ستائش،حضورپاک سرور کائنات آنحضرتؐ پر دورود کے بعد چاراولین خلفاء کا ذکر خیرہے ۔ چند شعریہ ہیں۔

بنام خداوند ہر دو جہان
کہ او پادشا ہست و ما بندگان
بنامش کنم نیز شیرین ز بان
بذکرش دھم لذتِ درمیان
اگر وصفِ او تا بہ یوم القیام
نویسند ہر گز نگردد تمام
بیا فاضلا عجز در پیش آر

۵

بفضلِ الٰہی شو امیدوار
بگویم ھمہ وقت درود صبح شام
بروح محمد کہ خیرالانام
ازان پس کنم وصف آن چار یار
کہ ھر یک پسندیدہ کردگار (۷)

۶۔ علیم اللہ علیمؒ

علیم اللہ علیمؒ ۴ ذی قعد،۱۲۲۹ھ۱۸۱۳ء کو پڑنگ مستونگ میں ملافقیر محمد ابن قاضی غلام محمد ترینی کے گھر پیداہوئے۔اور ۲۶ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ۱۸۸۸ء بمقام کانک اللہ کو پیارا ہوئے پہلے دیوان (تحفتہ شیرین)میں ۲۷ذی الحجہ ۱۲۹۴ھ۱۸۷۷ء تک کا کلام درج ہے۔ دیوان کی ابتدا حمد سے ہوتی ہے۔

حمد گویم مر خدا ر ا بر زبان
دمبدم در آشکار اد نہان
کار ساز ست و بساز کارِمن
اوست دانا بر ہمہ اسرار من
واحدست و لا شریک و بی مکان
بی مثال بی زوال و بی نشان(۸)

۷۔ میر مولا داد خانؒ

میر مولا دادخانؒ ملا محمد حسنؒ بدوزئی کے فرزند ارجمند تھے ۔ آپ ۱۲۵۵ھ بمطابق۱۸۳۹ء میں پیداہوئے۔ عام تعلیم اپنے والد بزگوار سے پائی۔ اوراپنے خاندان کے علمی اور ادبی روایات سے متا ثرہوئے بغیرنہ رہ سکے ۔آپ کے والد محترم اور نصیر خان دوم کے مابین کشیدگی پیدا ہوگئی تھی۔جس کی وجہ سے وہ جیل میں ڈال دیئے گئے ۔اور وہیں فوت ہوئے۔ بعد میں مولاداد خان اور اللہ داد خان وغیرہ کو بھی خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ہیتورام لکھتا ہے ۔''پسماندگانِ خاندان ہذا بباعثِ رشتہ داری سردارملا محمد خان رئیسانی شامل ہوگئے ۔ اور قندھار تک بھی اس کے ہمراہ گئے ۔البتہ جب سے مابین خان صاحب و سرداران بروہی انجام صلاحیت مشہور ہوئی ۔تب سے سرکار نے مولاداد خان وعظیم خان کو نوکری دی ہے ۔میر مولادادخان نے۱۹ذیقعد۱۳۲۴بمطابق ۱۹۰۶ء کو وفات پائی ۔آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی ۔ ان کی یادگارصرف ایک دیوان ہے۔جوشائع ہو چکا ہے ۔دیوان کا آغاز حمد باری تعالیٰ سے کرتا ہے ۔

۶

من مطلعِ دیوان کنم صنعِ خدائے پاک را
کآورده ازَ قدرت بیرون نہ طارم افلاک را
آن خالقِ ارض و فلک و آں مالکِ ثوروسمک
افزونی از جمعِ ملک داد است مشکِ خاک را
سازد گہی تن بیرون بخشد گہی بر مرده جان
باشد سزاوار این و آن آن قادرِ بیباک را
دل راه نموده با خبر از سوزِ عشقِ پرشرر
از بہر فرق خیر و شر بر سر نہادادراک را
خورسند ر ا غم میدہد پژمرده ر ا غم می دہد
ہم شادی از غم می دھددلہای بس غمناک را
آورده بیرون از شرر بنگر چہ گونا گون ثمر
کرد ست شیرین از شکربین خوشہ ہائی تاک را
مارا چہ باک از جرمہا چون شافعِ روزجزا
کرد ست مولا بہر ما آں صاحبِ لولاک را(۹)

۸۔ ابوبکر مستونگیؒ

ابوبکر مستونگیؒ علیم اللہ علیمؒ کے فرزند ارجمند تھے ۔ ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء میں وفات پائی اپنے و الد محترم کی طرح ایک خوش بیان شاعر تھے ۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عقیدت کے پھول پیش کرنے میں خصوصی دلچسپی کا مظاہرہ کرتے تھے ۔

وہ بسا اوقات ایک ہی مقام پراللہ تعالیٰ کی توصیف بیان کرکے پھر حضور پر

نورصلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک فرماتے ہیں جیسے۔(۱۰)
حمد و ثنای بی حد بر آن خدای بی چون
تصویر آدمی ر ا سازد ز لطف مدفون
کون و مکان دنیا روز پسین عقبے
ؐ از نور پاک احمد ظاہر نمود بیرون
۷
از نرگسان مستت نیم نظر بسویم
گشتہ ز بعد دورت احوال ما دگر گون
مشتاق روی خوبت تنہا نہ این کمین است
سفلی و جملہ علوی خواہان شددند مجنون
بوبکرؔ خاکسارت دارد بدل تمنا
خوانش یکی سگانت زا ن لعل درِ مکنون (۱۱)

۹۔ سید عابدشاہ عابدؔ

عابد شاہ عابد ؔکلی کرانی کوئٹہ جو چشتی مودودی خاندان سادات کامسکن ہے میں ۱۳۰۶ھ۱۸۸۸ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ آ پ کے والد سید کریم بخش تھے۔ جواس دور کے تعلیمی معیارکے لحاظ سے خاصی مذہب تعلیم کے حامل تھے ۔کہ وہ عابد شاہ کو بھی مذہبی تعلیم دلائیں گے۔مگرعابد شاہ ابھی چار پانچ سال کے تھے کہ سایہ پدری سے محروم ہوگئے ۔بعد ازاں ان کے ماموں آغا سید عمر شاہ جو سادات کرانی کے سردار تھے۔ان کے سرپرست مقرر ہوئے ۔

آپ کی وفات۲۱اپریل۱۹۴۹ء ۔۔۱۳۶۹ھ کو ہوئی تھی۔آپ کے مجموعہ کلا’’گلزار عابد‘‘کا ذکر آگے آئیگاایک اور یادر گار ’’نمازبہ ترجمہ منظوم فارسی ‘‘ ہے ۔ جسے ۱۹۱۴ء ۱۳۳۳ھ میں چودھری کرم داد نے مطبع سلام بروس روڈ کوئٹہ سے طبع کرایا۔اس ترجمے کے فارسی اشعار کی تعداد ۱۰۵اور اردو اشعار کی تعداد ۲۶ ہے۔ کل صفحات ۱۲ ہیں ۔ منظوم ترجمہ سلیس وروان ہے ۔سید عابد شاہ نے کوشش کی ہے ۔کہ ترجمہ نماز ایسا ہو کہ قاری کی روح عربی عبارات کے مطالب سے ہم آہنگ ہو جائے ۔اور اس کا دل باری تعالیٰ کے انوار اور نور محمدی سے منوروتابان ہوسکے ۔ترجمعے کے حصے پیش خدمت ہیں۔(۱۲)

انی وجھت وجھی للذی فطراسموات والارض حنیفاومماانامن المشرقین ۔
کنم نیت ای رب من ذولجلال
ز بہر عبادت توئی با کمال
کنم رخ بدرگاہ آن ذوالمنان
کہ کردہ است پیدا زمین آسمان
نیم مشرک و کافر بی یقین
منم مومن و مسلم پاک دین
اللہ اکبر:
۸
ز جملہ بزرگ است مار ا خدا
بہ اوصاف خود ہست کامل خدا
درود شریف:
خدا یا بہ احمد ؐ بود رحمتت
بہ آل محمد ؐ بود رحمتت
بزرگی و خوبی تر ا ست ای خدا
تر ا ہست زیبند حمد و ثنا
بہ محمد ؐ و آل اش خدایا تمام

فرستادہ بودی چہ برکت مدام
خلیل اللہ و آل او را تمام
فرستادہ بودی چہ برکت مدام
آخرمیں سید عابد شاہ عابدؔ گویا ہوتے ہیں۔
بگویم خدایا حق محمدؐ بہ حق
نکیرین آیند اگر بر سرم
بدل جان غلام محمد ؐ شوم
بہ هر دو جہان من اگر عابدم (۱۳)

۱۰۔ ملا ولی محمد پنجگوریؒ

ملا ولی محمد پنجگوریؒ پسر ملا غلام محمد ملازئی تسپ (مکران) کے رہنے والے تھے۔انہوں نے اپنی مثنوی ''مثنوی بہرام خان ثانی''۱۰محرم ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء کو مکمل کی۔(۱۴)
۔حمدیہ اشعار موجود ہیں۔مثلاََ

ستا یش می سزد بر ایزد پاک
کہ بر تر باشد او از وہم و ادراک

۹

مبرا ذات یزدان از چہ و چون
صفاتش لا یزال وحی بی چون(۱۵) ۱۱۔ مولانا عبدالصمد سربازیؒ

الحا ج مولانا عبدالصمد سربازی ؒکا وطن مالوف سرباز ایران تھا ۔(۱۹۰۲ء ۱۹۷۵ء)آپ نے محض علم کے حصول کی خاطر سرزمین پاک وہند کا رخ کیا متحدہ ہندوستان کے بڑے بڑے اسلامی اداروں میں تعلیم پائی ۔اور علوم متداولہ شرعیہ میں درجہ اختصاص حاصل کیا۔جب واپس ہونے لگے ۔تو قلات ٹھرے اور ہمیشہ یہی کے ہوکر رہ گئے۔

خان قلات نے آپ کی دیانت اورلیاقت سے متاثر ہوکر آپ کوریاست کا قاضی القضاۃتعینات کیا۔چنانچہ آپ نے یہ منصب قبول کرکے حزم واحتیاط کے ساتھ اپنے فرائض اداکئے۔ برسوں تک آپ کے زیر نگرانی دیوانی مقدمات کے فیصلے ہوئے ۔ آپ محکمہ شرعیہ مجلس شوریٰ قلات کے بھی رکن رہے ۔ فارسی میں اچھے شعر کہتے تھے۔اردو اوربلوچی میں عمدہ نثرلکھتے تھے۔

آپ نے بعض غیر اسلامی نظریات کے رو میں رسائل (نظم ونثر)دونوں میں تحریر کیے۔ آپ نے اپنی تحریر میں جا بجا بر محل آیات قرآنی اور فرمودات آنحضرت ؐکے حوالے دیئے ہیں۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ قرآن پاک کابلوچی میں ترجمہ اور تشریح ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں بیس پاروں کا ترجمہ مکمل کرسکے۔

دیوانِ سربازی ،ترتیب وتدوین عبدالستار عارف قاضی ،کراچی ، ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۴ء صفحات ۱۴۴ ،حمد باری کے بعد مختلف عنوانات جیسے قبہ خضراء ،قافلہ سالار ، ختم نبوت ، نعت سرور کائنات، نعت رسول مقبول کے تحت ہادی برحق سرورکونین ؐکے حضور گلہائے عقیدت پیش کئے ہیں۔ نعت باری تعالیٰ پیش خدمت ہے ۔جس میں فارسی کے ساتھ ساتھ بلوچی کا مٹھاس بھی ہے ۔ (۱۶)

حمد باری تعالی

اے خدائے کریم واے رحمن
خالقِ مرغ و مور و انس و جان

ذات پاک تو قل ھو اللہ یں
بے ب زن و خویش وقوم در دو جہان
در ازل لم یلد و لم یولد

۱۰

کس تئی مٹ نئیں تو اے سبحان
اے ز فرزند و جفت و بے حاجت
وحدہٗ لاشریک ،من قربان
احدا، بے مثال و بے مٹے،
صمد ا بے نیازِ جاہ و مکان
نے مددگار و نے و زیر و وکیل
پیش تو اِے جہان همہ بے جان
اِے جہان قطر ھے ز قدرتِ تو
قدرتِ تست بحر بے پایان!
دو جہان ذرہ از خزانہ ء غیب
گنجت از چشمِ ما بود پنہان
قادرا حاجتِت پہ ھچا نیءں
ہمہ محتاجِ تو از اِنس و ز جان
مالکِ عرش و فرش و شاہنشاہ
خالقِ آسمان زمین و زمان (۱۷)

۱۲۔ حضرت مولاناعلامہ عبدالخالق ابابکی صدیقی ؒرح

سید فضل الرحمن غرشین اپنی ایم ،فل کی تحقیقی مقالہ 249249مولوی عبدالخالق ابابکی کا تعارف اور انکی فکری و فنی جہتیں،،کے عنوان سے یوں لکھتے ہیں ۔ 249249نام عبدالخالق اور تخلص عبدؔ اور کہیں عبدلؔ استعمال کرتے تھے ۔ان کی تاریخ پیدائش ۱۹۵۲ ء ہے۔ جس کی تصدیق وہ اپنی خود نوشتَ سوانح عمری کے مسودے کے صفحہ ۴پر لکھتے ہیں ۔تاریخ پیدائش تقریباََ۱۹۵۲ ء

سنہ نوز دہ صد بود پنجاو دو
ولادت در یں سال شد من درو

۱۱

جبکہ حجت اللہ ابراہیمیان اپنی کتاب ''حدیثِ دل '' میں ان کی تاریخ پیدائش کچھ یوں لکھتے ہیں۔249249مولوی عبدالخالق ابابکی فرزند مولا بخش کہ از نظر نسبی صدیقی واز نظر زبان براہوئی می باشد در سال ۱۳۳۴ ش (۱۹۵۳ء) در دہ کہدہ ''لاکھا ''در نزدکی مستونگ چشم بہ جہان کشود ،،

اسی طرح جوہر صاحب اپنی تصنیف ''کتاب رنگ ''میں ان کی تاریخ پیدائش کے متعلق لکھتے ہیں ۔ ،،مولانا عبدالخالق ابابکی ولد جناب مولا بخش۱۹۵۲ء کو مستونگ شہر سے تین میل دور خلق کاریز سلطان میں پیداہوئے ۔اور ڈاکٹر پرو فیسر عبدالحمد شاہوانی اپنی کتاب ''براہوئی زبان وادب '' میں ان کی تاریخ پیدائش کے متعلق یو ں لکھتے ہیں ۔ مولانا عبدالخالق ابابکیؒ (عالیزئی)پانزدہ جنوری ۱۹۵۲ء نا سال سلطان کاریز نا شہر ء ٹی ودی مس۔ داشہر مستونگ آن قبلہٹی تقریباََ ہشت میل آٹے ۔ ترجمہ ۔''مولانا عبدالخالق ابابکی (عالیزئی)۱۵ جنوری ۱۹۵۲ء میں کاریزسلطان میں پیدا ہوئے ۔ یہ شہر مستونگ سے قبلہ (مغرب)کی طرف آٹھ میل کے فاصلے پر ہے ۔''مولوی عبدالخالق ابابکی کی پیدائش سلطان کاریز نامی شہرمیں ہوئی جو کہ مستونگ سے آٹھ میل غرباََ واقع ہے اور آج آثار

قدیمہ میں شمار ہوتا ہے ۔
مولوی عبدالخالق ابابکی اپنی جائے پیدائش کے بارے میں اپنی خود نوشت (مسودہ 249سوانح عمری ،،کے صفحہ ۴ میں کچھ یوں لکھتے ہیں۔

کہ یک شہر سلطان کاریز بود در این شہر آمد وجود مورود
ز مستونگ ہشت میل بود مغربا لکھا شہر واقع از و مشرقا

مولوی عبدالخالق ابابکی ولد مولا بخش ،مولا بخش ولد جہاں شاہ، جہاں شاہ ولد امیر ، امیر ولد باران،باران ولد مولاداد،مولا داد ولد محمد مراد۔

مولوی عبدالخالق ابابکی کی پیدائش سلطان کاریز میں ہوئی۔ جوکہ مستونگ سے آٹھ میل دور ہے ۔وہ قوم ابابکی اور طائفہ عالیزئی سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ابابکی کو صدیقی بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ سلسلہ حضر ت عبدالرحمنؓ بن حضرت ابو بکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے۔ براہوئی زبان میں انہیں ابابکی کہا جاتا ہے ۔جو کہ حضرت ابو بکرؓ سے ماخوذ اور صدیقی حضرت ابوبکرؓ کا تخلص ہے ۔مستونگ سے سترہ کلو میٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں صدیق آباد کے نام سے آباد ہے ۔جس میں صرف ابابکی قبیلہ سکونت پذیر ہے ۔

مولانا عبدالخالق ابابکی کثیرالتصانیف کتابوں کے مصنف ہیں غالباًً ۵۵کتابوں کے مصنف اورموئلف ہیں۔دیگر کتابوں سے قطع نظرفارسی زبان میں آپ نے ۱۹۹۵ء میں اپنی فارسی شاعری کی کتاب ’’نجمِ کاروان‘‘ کو زیور طباعت سے آراستہ کرکے مدرسہ جامعہ اشرفیہ مستونگ بلوچستان سے شائع کروایا ۔ آپ نے شیخ سعدی کی شہرہ آفاق تصنیف’’ بوستان‘‘ کو’’باغ براہوئی‘‘ کے نام سے ۱۹۹۷ء میں براہوئی زبان میں منظوم ترجمہ کرکے مکتبہ ابابکی مدرسہ اشرفیہ مستونگ بلوچستان سے شائع کروایا۔اسی طرح حال ہی میں یعنی ۲۰۱۸میں آپ کی اور غیرمطبوعہ کتاب پھل براہوئی فارسی ترجمہ بوستان فارسی شائع ہواہے۔

دیگرمطبوعہ تراجم میں عشقنامہ، سچل چیئرشاہ عبدالطیف یونیورسٹی سندھ ،۲۰۰۵ء۔گدازنامہ ، سچل چیئرشاہ عبدالطیف یونیورسٹی سندھ،۲۰۰۵ء۔تارنامہ سچل چیئرشاہ عبدالطیف یونیورسٹی سندھ،۲۰۰۵ء ۔رہبر نامہ ،سچل چیئرشاہ عبدالطیف یونیورسٹی سندھ،۲۰۰۵ء ،آدینک تشریح لالہ طورفارسیِ اقبال ،براہوئی اکیڈمی ۲۰۰۶ء غیر مطبوعہ تراجم میں پنت نامہ ،مناجات مثنویِ رومی ،منظوم ترجمہ وتشریح،کلام سچل سرمست راز نامہ اور ساقی نامہ شامل ہیں جوطباعت کے منتظرہیں۔ (۱۸)

۱۲

مولاناعبدالخالق ابابکی ۲۳اپریل بروز اتوارسنہ۲۰۱۷ ء کو اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے اور دار اسالکین کے جنوبی طرف زرخیلوں کے قبرستان میں دفن ہوئے اللہ پاک ان کی قبر پر نور افشانی کریں امین ۔

ان کی فارسی کی کتاب 249249نجمِ کاروان ،،اپنی مثال آپ ہیں، صفحات کی تعداد ۱۶۹ ہیں۔مختلف عنوانات ہیں دیوان ابابکی بھی اسی کتاب میں جو الف سے لیکر واؤ تک ردیف وار شاعری ہے ۔حمدیہ اور نعتیہ کلام بھی موجود ہے ۔نجمِ کاروان سے ایک فارسی حمد شریف پیش خدمت ہے

حمدِباری تعالیٰ

ایں جہاں در ہر چہ کردم جستجو
قدرت اللہ است ظاہر ہو بہو
پر زدم از خاک بالا بر آسمان
ہیچ نہ دیدم ما سوائش ایں میان
ہر چہ حشرات اند گویند ایں سبق
لاَ اِلہ َ لَیسَ مِثلِہِ ھوَ َ حَق

از جمیعِ خلق افضل او عظیم
َ کل فاء نِ ِ هوَ یَبقیٰ والقدیم
َ او برائے بادشاہی بالخصوص
جملہ محتاج اند زیرش ہر نفوس
نیست از و لے بالاافضل بادشاہ
شد قوی تر جملہ شاہان رب علیٰ
عبد ؔمسکین ہر چہ گوئی در ثناء
در شمارش کلک آید در فناہ (۱۹)

۱۳۔ ذکیہ بہروز ذکیؔ

سر زمین بلوچستان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ فارسی زبان کے اولین شاعرہ رابعہ بنت کعب خضداری نے یہاں جنم لیارابعہ کے بعد اگر چہ ناطق مکرانی ،ؔ ملاحسن براہوئی ؔ ،عبدالعلی آخوندذادہؔ ، زیب مگسی ، ؔ جیسے ناموں کی ایک طویل فہرست بلوچستان کے ادبی منظرنامے میں نظر آتی ہے ۔جہنوں نے فارسی سخن سرائی کی بدولت اس روایت کو برقرار رکھا ۔لیکن کسی خاتون فارسی شاعرہ کا نام دور دور تک نظر نہیں آتا۔

۱۳

ذکیہ بہروز ذکیؔ ؔکو بلوچستان کی دوسری فارسی گوشاعرہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ہزارہ قبیلہ سے تعلق رکھنے والی ذکیہ نے ۲۶ جون ۱۹۶۲ء کو کوئٹہ میں حاجی فقیر حسین کے ہاں جنم لیا ۔گورنمنٹ گرلز کالج سے بی ۔اے تک تعلیم حاصل کی ۔بچپن ہی سے شعر گوئی کا رجحان تھاکالج کے زمانے میں باقاعدہ شاعری کا آغاز کیا۔ذکیہ کا نام بلوچستان کے ادبی حلقوں میں غیرمتعاف نہیں مختلف اخبارات ،رسائل وجرائدمیں وقتاََ فوقتاََچھپنے والااردوکلام ''دریچہء گل''کے نام سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا ۔ذکیہ کا فارسی مجموعہ ''ہنوز در سفری ''کے نام سے نومبر۲۰۰۸ء میں فکشن ہاوئس لاہور سے شائع ہوا ۱۳۶صفحات پر مشتمل حمد ونعت نظم وقطعات سے مرصع یہ مجموعہ اس لحاظ سے بھی منفرد حیثیت کا حامل ہے ، کہ یہ سرزمین بلوچستان سے کسی خاتون شاعرہ کا پہلا مجموعہ کلام ہے ۔ ذکیہ آرزو مند اور دعا گو ہیں۔کہ گمراہوں کو راہ ہدایت ملے اور اس دنیا کی خوبصورتی برقرار رہے،وہ اس کے لیے واحد کارسازخداکی ذات قرار دیتی ہیں۔چند حمدیہ اشعار:

بہ چہ حیلہ بفہمانم من بے چارہ این دل راہ
چگونہ حل کنم ای کا ساز این مشکل را
چر ا در فکر می باشی ،چہ سود و زیان باشد
توکل بر خدایت کن ، بگیر دامان کامل را
بہ صبر کوش تو ای دل چرا پریشانی
ز جور گردش دوران چگونہ نالانی
چو رایگان نشود لحظہ ات درین گیتی
بہ گل صبا برسان و بہ درد درمانی
عنایت چو بود بیشتر ز امیدم
دلم بہ نالہ در آید ز تنگ دامانی
ذکی ؔز جور فلک ہیچ گاہ شکوہ مکن
چو کار اوست تو بہتر از اونمی دانی
شدی تو خستہ و لیکن ذکی ؔدرنگ مکن
بمنزلت نرسیدی ، ہنوز در سفری

یہ فارسی شعری مجموعہ اگرچہ ذکیہؔ کی اولین کاوش ہے۔لیکن اس کا یہ سفر آگے کی طرف کو جاری ہے کہا جاسکتا ہے ۔کہ دم بہ دم معدوم ہوتی فارسی کے اس دورمیں،جب فارسی شاعرات خال خال ہی نظر آتی ہیں۔بالخصوص بلوچستان میں فارسی شعروادب کے حوالے سے ذکیہ کا نام اور کلام،تازہ ہوا کا ایک جھونکااور ایک عمدہ اضافہ ثابت ہوگا۔(۲۰)

۱۴

۱۴۔ محمدعلی اختیارؔ

حمد باری تعالیٰ

بہ نام خدا خالق انس و جان
خدا وند کار آگہ و کار دان
خدا توانای امر محال
خدا وند دانای رمز نہان
علیم واحد داو ر و داد گر
حکیم و صمد عالم و جاودان
قدیم ازل قاد ر لم یزل
کہ ہر دم بہ ہر جا بود ہر زمان
برون از خیال و گمان و نظر
مبر ا ز قید زمان و مکان
سزاوار حمد و ثنا و سجود
نہ باشد بہ جز غیر وی در جہان
مدلل بود عین ذاتش صفات
مکمل بیان کس کجا میتوان
اگر چشمِ بینا بود بنگرد
بہ ہر ذری ی قدرتش را عیان
غرض این چنین کار گاہ عظیم
چسان می توان بود بیکار دان
تو منامی عرض نیاز ’’ اختیارؔ ‘‘
بہ جز خالق بی نیاز جہان (۲۱)

ختم شد

حوالہ جات

(۱)۔کوثر انعام الحق ڈاکٹر،سیرت طیبہ سے رہنمائی،سن اشاعت ،جون، ۲۰۰۱،ص،۸۲،۸۳

(۲)۔کوثرانعام الحق ڈاکٹر ،بلوچستان میں فارسی شاعری ،بلوچی اکیڈیمی کوئٹہ،جنوری ،۱۹۶۸،ص،۳۵

(۳)---------------ایضاً----------- ----------ص،۳۸

(۴)---------------ایضاً-------------------ص،۵۴

(۵)---------------ایضاً-------------------ص،۸۵

(۶)۔ مجوعہ حمد ونعت ،براہوئی محمد حسن ملا ،مرتب ،حاجی اختر علی بنگلزئی،براہوئی اکیڈیمی کوئٹہ ،نومبر ،۲۰۱۶،ص،۵۴

(۷)۔شعر فارسی در بلوچستان،کوثر انعام الحق ڈاکٹر،لاہور،۱۹۷۵ء، ص،۳۹تا۴۱

(۸)۔ بلوچستان میں فارسی شاعری ، کوثرانعام الحق ڈاکٹر،بلوچی اکیڈیمی کوئٹہ،ص،۱۲۰،۱۱۹

(۹)---------------ایضاً-----------ص،۱۵۹تا۱۶۲

(۱۰)۔ بولان نامہ ،کوئٹہ،ص ،۴۷

(۱۱)۔بلوچستان میں فارسی شاعری،کوثرانعام الحق ڈاکٹر،بلوچی اکیڈیمی کوئٹہ،ص،۲۱۹،۲۰۹

(۱۲)۔سرورکونینﷺ کی مہک بلوچستان میں ،کوثر انعام الحق ڈاکٹر ،سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ،ص،۲۲۴،۲۲۳

(۱۳)۔ ماہنامہ بلوچی دنیا ملتان ،مئی، ۱۹۶۹،

(۱۴)۔ شعر فارسی در بلوچستان از کوثرانعا م الحق ڈاکٹر،لاہور ۱۹۷۵ء،ص،۱۴۵تا۱۴۸

(۱۵)۔سرورکونینﷺ کی مہک بلوچستان میں ،کوثر انعام الحق ڈاکٹر ،سیرت اکادمی بلوچستان کوئٹہ،ص،۳۸۹،۳۸۸

(۱۶)۔دیوا ن سربازی ،ازسربازی مولانا عبدالصمدقاضی، ص،۱۲،۱۱

(۱۷)۔ مولوی عبدالخالق ابابکی کا تعارف اور انکی فکری وفنی جہتیں،محقق ،غرشین فضل الرحمن سید،براہوئی اکیڈمی کوئٹہ،۲۰۱۶،ص،۷تا ۱۹

(۱۸)۔نجم کاروان ،ابابکی عبدالخالق مولانا،مدرسہ جامعہ اشرفیہ مستونگ بلوچستان ،۱۹۹۵ء، ص ،۱۹،۱۸

(۱۹)۔حدیثِ دل،تذکرہ شعرای پارسی گوئی ،بلوچستان ۔پاکستان،بہ کوشش، ابراھیمیا ن حجت اللہ ،خرداد ماہ،۱۳۷۸ھ ش،صفحہ۱۵۹